THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

غزوۂ احزاب کے سیرتی مباحث پر: تفسیرِ بیان القرآن اور سیرت ابن ہشام کے بیانیہ کا تحقیقی تجزیہ

An Analytical Study of the Sīrah Discussions on the Battle of al-Ahzab: A Comparative Reading of *Bayān al-Qurʾān* and *Sīrat Ibn Hishām*

1. **Dr. Hafeezullah Khattak**
   Visiting Faculty Member, Khushal Khan Khattak University, Karak.
   hafeez.ullah@kkkuk.edu.pk
2. **Aziz Ul Hassan**
   Alumni Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
   Email: azizulhassan4400@gmail.com
3. **Dr. Inayat ur Rahman**
   Visiting Faculty, Department of Islamic Thought and Civilization,University of Management & Technology
   Inayatbary@gmail.com

Abstract

The Battle of al-Ahzab (the Battle of the Trench) represents one of the most decisive episodes in the Prophetic biography, marking a critical phase in the consolidation of the nascent Muslim community in Madinah. Besides its historical significance, the event occupies a prominent place in the Qur'anic discourse, particularly in Surah al-Ahzab, where it is presented as a profound test of faith, leadership, perseverance, and divine support. Muslim exegetes have extensively relied on the classical works of Sīrah and Maghāzī to elucidate the Qur'anic account of this expedition. In this context, the present study critically examines the Sīrah-related discussions on the Battle of al-Ahzab presented in Bayān al-Qurʾān in comparison with the narrative of Sīrat Ibn Hishām. Employing a qualitative, analytical, and comparative research methodology, the study explores areas of convergence and divergence between the two works concerning the causes of the battle, the role of Banū Naḍīr, the coalition of hostile tribes, the excavation of the trench, the strategies adopted by the Prophet ﷺ, the role of Nuʿaym ibn Masʿūd, the duel between ʿAlī ibn Abī Ṭālib and ʿAmr ibn ʿAbd Wudd, and the trial of the believers during the siege. The findings reveal that both works largely agree on the major historical events while differing in the level of detail, narrative emphasis, and interpretive approach. Bayān al-Qurʾān primarily highlights the exegetical, educational, and spiritual dimensions of the event, whereas Sīrat Ibn Hishām preserves a more detailed chronological and historical narrative. The study demonstrates the complementary relationship between Qur'anic exegesis and classical Sīrah literature in reconstructing and understanding the historical and theological dimensions of the Battle of al-Ahzab.

Keywords: Battle of al-Ahzab - *Bayān al-Qurʾān* -*Sīrat Ibn Hishām* - Sīrah Studies - Comparative Analysis-

سیرتِ نبوی ﷺ قرآنِ کریم کی عملی تفسیر اور اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیادی اساس ہے۔ قرآن مجید میں متعدد تاریخی واقعات کو محض قصے کے طور پر نہیں بلکہ ایمان، دعوت، قیادت، صبر، حکمت اور اجتماعی تربیت کے ابدی اصولوں کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ انہی واقعات میں غزوۂ احزاب کو نمایاں مقام حاصل ہے، جسے قرآن کریم نے سورۂ احزاب میں نہایت جامع انداز سے بیان کیا ہے۔ یہ غزوہ اسلامی ریاست کی بقا، مسلمانوں کی اجتماعی آزمائش، منافقین کی حقیقت کے انکشاف اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کے اعتبار سے تاریخِ اسلام کا ایک فیصلہ کن مرحلہ تھا۔ قرآنی آیات میں مذکور ان واقعات کی تفہیم کے لیے مفسرین نے سیرت و مغازی کی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

روایات سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان تفسیری مباحث کا اصل تاریخی مصادر کے ساتھ تقابلی مطالعہ نہ صرف تفسیر کی علمی بنیادوں کو واضح کرتا ہے بلکہ تاریخی روایات کی صحت، ترتیب اور تفصیلات کے بارے میں بھی اہم نتائج سامنے لاتا ہے۔ اسی تناظر میں زیرِ نظر تحقیق میں تفسیر بیان القرآن میں مذکور غزوۂ احزاب سے متعلق سیرتی مباحث کا سیرت ابن ہشام کی روشنی میں تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ دونوں مصادر میں کن امور پر اتفاق پایا جاتا ہے، کن جزئیات میں اختلاف یا اختصار ہے، اور تاریخی روایت کے اعتبار سے ہر ایک کی علمی جہت کیا ہے۔

غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق اسلامی تاریخ کے ان اہم ترین معرکوں میں سے ہے جس نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کو ایک نہایت کٹھن آزمائش سے دوچار کیا۔ اس جنگ میں عرب کی متعدد طاقتیں پہلی مرتبہ ایک مشترکہ اتحاد کی صورت میں مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوئیں، جبکہ داخلی سطح پر منافقین اور بعض یہودی قبائل کی سازشوں نے اس خطرے کو مزید سنگین بنا دیا۔ ایسے نازک حالات میں رسول اللہ ﷺ کی غیر معمولی قیادت، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ثابت قدمی، حضرت سلمان فارسیؓ کی دفاعی حکمتِ عملی اور اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت نے اسلامی تاریخ کا رخ بدل دیا۔ تفسیر بیان القرآن میں اس واقعے کو صرف تاریخی حیثیت سے نہیں بلکہ قرآنی آیات کی روشنی میں تربیتی، دعوتی، سیاسی اور ایمانی پہلوؤں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ دوسری طرف سیرت ابن ہشام غزوۂ احزاب کے واقعات کو ان کے تاریخی تسلسل، اسباب، کرداروں اور عملی جزئیات کے ساتھ محفوظ کرنے والے قدیم ترین اور مستند مصادر میں شمار ہوتی ہے۔ اس تحقیق میں دونوں مصادر کے بیانات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ غزوۂ احزاب سے متعلق سیرتی مباحث کے مشترک اور منفرد پہلوؤں کو علمی انداز میں نمایاں کیا جاسکے، نیز یہ واضح کیا جاسکے کہ مفسر نے تاریخی روایات سے کس حد تک استفادہ کیا ہے اور کن مقامات پر اختصار، توضیح یا تجزیاتی اسلوب اختیار کیا ہے۔

غزوہ احزاب 5 ہجری کو واقع ہوا۔ بعض لوگ جیسا کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ 4 ہجری میں واقع ہوا لیکن ائمہ سیر اور علماء مغازی 5 ہجری پر متفق ہیں۔ ابن سعد[1] اور واقدی[2] کہتے ہیں کہ یہ غزوہ ذی قعدہ 5 ہجری میں واقع ہوا۔[3] غزوہ اُحد سے واپسی پر ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ایک بار پھر ہو گا۔ جب سال آئندہ آیا تو ابوسفیان یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط سالی کا ہے جنگ کا نہیں۔ اس کے ایک سال بعد ابوسفیان دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ جس کو غزوہ احزاب یا غزوہ خندق کہتے ہیں۔

غزوہ احزاب کا پس منظر بیان القرآن کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے غزوہ احزاب کا ذکر سورۃ الاحزاب کی تفسیر کرتے ہوئے کیا ہے چنانچہ آپ سورۃ کی تفسیر کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ غزوہ احزاب سن 5 ہجری میں پیش آیا اور اس کی منصوبہ بندی میں اہم کردار بنو نضیر کا تھا۔ چونکہ ان کو سن 4 ہجری میں ان کی عہد شکنی کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تھا۔ پھر یہ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہو گئے تھے۔ یہ لوگ صرف مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتے تھے بلکہ انتقام کے ساتھ دوبارہ مدینہ آنے کا خواب بھی دیکھتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے بڑی کوشش سے عرب کی تمام مخالف قوتوں کو متحد کر کے مدینہ منورہ پر یکبار حملہ کرنے پر خوب اکسایا۔ اس لیے اُنہوں نے ابو عامر راہب کی مدد سے قریش مکہ، اہل نجد کے بنو غطفان، اور عرب کے مختلف چھوٹے چھوٹے قبائل سے رابطہ کیا۔ اپنی اس مہم کے نتیجے میں انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جو تقریباً بارہ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا مدینہ منورہ پر چڑھ آنے میں کامیاب ہو گیا۔

دوسری طرف ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد بمشکل تین ہزار کے قریب تھی اور اس میں اہل شک وریب کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ علاوہ ازیں ایک بڑی طاقت قبیلہ بنو قریظہ کی مدینہ میں موجودگی مسلمانوں کے لیے بڑے خطرے کی علامت تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے مدینہ منورہ میں دو

---

[1] آپ کا اصل نام ابو عبداللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری الزہری ہے۔ آپ 784ء کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ اور 845ء کو وفات ہوئے۔ آپ مشہور مؤرخ تھے۔ اپنے تصنیف "طبقات ابن سعد" کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ادارہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، 1/ 545

[2] آپ کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقدی الاسلمی ہے۔ لیکن امام واقدی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ 747ء کو پیدا ہوئے اور 823ء کو وفات ہوئے۔ خطیب بغدادی، تاریخ مدینۃ الاسلام المعروف تاریخ بغدادی، 4/5، الرقم الترجمہ: 1203

[3] سیرت مصطفیٰ، کاندھلوی، 2/ 309

یہودی قبائل قبیلہ بنو نضیر، اور بنو قینقاع، مسلمانوں کے ساتھ غداری کر کے میثاق کی خلاف ورزی کر چکے تھے۔ اس وجہ سے مدینہ میں موجود اس یہودی قبیلہ بنو قریظہ سے نہ صرف غداری کا اندیشہ تھا بلکہ حملہ آور قبائل کے ساتھ ان کے خفیہ گٹھ جوڑ کے بارے میں بھی پہلے سے مسلمانوں کو ٹھوس اطلاعات آچکی تھیں۔ ان حالات میں مٹھی بھر مسلمانوں کے لیے اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ کرنا بظاہر ناممکن تھا۔[4]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے لکھاہے کہ بنو نضیر کو مدینہ سے جلاوطن کرنے کر بعد وہ مختلف عرب قبائل کو متحد کر کے تقریباًبارہ ہزار کا لشکر لے کر مدنیہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ جو کہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس پس منظر کو اس طرح ذکر کیا ہے۔ بنو نضیر کے یہود جب مدینہ سے جلاوطن ہوئے تو اُنہوں نے اسلام کے خلاف سازشیں شروع کیں۔ اس لیے ان کا ایک وفد مکہ مکرمہ گیا اور قریش مکہ کو آپؐ کے خلاف لڑنے پر خوب آمادہ کیا اور اُنہیں یقین دلایا کہ ہم اس جنگ میں ضرور آپ کے ساتھ ہوں گے ۔ قریش نے ان سے سوال کیا کہ اے یہود کے علماء! تم اہل کتاب ہو تمہارا مرتبہ علم میں بہت بلند ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم محمد سے بر سرپیکار ہیں۔ ہمیں یہ ظاہر کریں کہ محمد (ﷺ) حق بجانب ہے یا ہم ؟ انہوں نے کہا تمہارا دین محمد کے دین سے بہت بہتر ہے اور تم ان سے کہیں زیادہ حق پر ہو۔ یہ سن کر مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے اور اس معاہدہ میں ان کے ساتھ شریک ہو کر دین اسلام کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وفد کی ملاقات جب ابوسفیان سے ہوئی تو اس نے ان کا بہت اچھا خیر مقدم کیا اور انہیں کہا کہ ہمارے نزدیک سب سے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو (ﷺ) کی دشمنی پر ہمارے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں۔ یہود نے جب یہ بات سن لی تو اُنہوں نے ابو سفیان سے کہا کہ قریش میں سے پچاس سردار منتخب کرو اور آپ بھی ان میں ہوں پھر ہم سب جا کر غلاف کعبہ پکڑ کر وعدہ کریں کہ ہم محمد (ﷺ) کے خلاف آخری دم تک جنگ جاری رکھیں گے یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے۔ چنانچہ قریش کے پچاس سرداروں اور یہودیوں کے اس وفد نے غلاف کعبہ کو پکڑ کر دین اسلام کو ختم کرنے کا معاہدہ کیا۔ پھر یہ وفد بنی غطفان[5] کے پاس گیا اور ان کو اسلام کے خلاف بھڑکایا اور یہ لالچ بھی دیا کہ اگر تم اس جنگ میں ہمارا ساتھ دوگے تو ہم اس سال خیبر کے تمام باغات کی کھجوروں کا سارا پھل تمہاری نذر کریں گے۔ انہوں نے اس پیشکش کو قبول کیا اور ساتھ اپنے دوست قبائل بنی مرہ ،بنی اسد،، اور اشجع کو بھی اس جنگ میں شرکت کی دعوت دی جو اُنہوں نے قبول کر لی۔ اس طرح یہ دس بارہ ہزار کا لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔[6]

کفار کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آپؐ کا صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرنا

اس صورت حال میں جب حضورؐ نے اپنے جانثاروں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت سلمان فارسیؓ[7] نے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کی تجویز پیش کی۔ آپ کا تعلق چونکہ ایران سے تھا۔ اس لیے آپ نے وہاں کے رائج اس مخصوص طرزِ دفاع کے بارے میں اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر یہی مشورہ دیا جس کو آپؐ نے بھی پسند فرمایا۔ اگر محل وقوع کے اعتبار سے دیکھا جائے تو مدینہ منورہ کی آبادی تینوں اطراف سے کافی محفوظ تھی۔ صرف شمال مغرب کے جانب سے اجتماعی طور پر دشمن کا حملہ آور ہونے کا خطرہ باقی رہ جاتا تھا۔ اس لیے حضورؐ نے اس علاقے میں خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا خندق کا مقصد یہ تھا کہ اس جانب سے کسی بڑے گھوڑ سوار دستوں کے حملے کو ناممکن بنانا تھا۔ ورنہ انفرادی طور پر خندق پار کرنے والے جنگجوؤں کے ساتھ باآسانی سے نپٹا جاسکتا تھا۔

---

[4] بیان القرآن، 6/14

[5] غطفان بن سعد بن قیس عیلان کی چراگاہ خیبر اور حجاز سے لے کر بنو طے کے پہاڑوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ قبیلہ غطفان کی دو بڑی شاخیں تھیں۔ اور خندق میں کفار مکہ کے ساتھ شریک رہے۔ اسمعانی، الانساب 4/302

[6] ابن حجرؒ، فتح الباری، باب غزوۃ الخندق، ط، جدیدہ مصححہ، مکتبہ دارالطیبہ، 7/183

[7] آپ کا نام ابوعبد اللہ سلمان فارسی ہے۔ فارس کے رہنے والے تھے۔ مجوسی تھے۔ ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا۔ غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ آپ ہی نے دیا تھا۔ تقریباً 60 احادیث نبویؐ آپ سے مروی ہیں۔ 36 یا 37 ہجری کو وفات ہوئی (اسد الغابہ، 2/510)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

چنانچہ آپؐ کے حکم سے خندق کا کام شروع ہو گیا اور چھ دن کے اندر اندر یہ تیار ہو گیا۔ خندق تو محض اس ایک مسئلے کا حل تھا کہ وہ یکبارگی سے حملہ نہ کر سکیں، بلکہ حالات تو انسانی تصور سے بھی زیادہ خطرناک تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صبر و امتحان کے لیے ایک بہت ہی سخت اور خوفناک صورت پیدا کر دی تھی۔[8]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہاں حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے خندق کھودنے کا ذکر کیا ہے۔ جو کہ ابن حجرؒ نے اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے کہ جس طرح کفار آپؐ کے خلاف سازشیں اور مشورے کرتے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا رسول بھی اپنے دشمنوں کی سازشوں سے بے خبر نہیں تھے۔ مختلف قبائل میں آپؐ کے جو پیروکار تھے سب کو جمع کیا اور سارے حالات سے ان کو خبردار کیا۔ آپؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ ایک چھوٹی سی بستی پر اتنے بڑے لشکر کی یلغار کیسے روکی جائے؟ کیونکہ اس شہر میں ہمارے مخالفین بھی موجود ہیں۔ آخر کار سلمان فارسیؓ کے مشورے سے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے پر فیصلہ ہوا۔ آپؐ نے اپنے ہاتھوں میں کدال لیے اپنے صحابہ کے ساتھ خندق کھودنے میں حصہ لیا۔[9]

اسی طرح ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ خندق چھ دن میں تیار ہو گیا۔ جس کی تائید صاحب تفسیر مظہری سے ملتی ہے آپ لکھتے ہیں کہ ساڑھے تین میل لمبی یہ خندق صرف چھ دن میں تیار ہو گیا جو حضورؐ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ ہے۔[10]

نعیم بن مسعود کا واقعہ

اسی دوران نعیم بن مسعود[11] جو بنو غطفان کی شاخ اشجع قبیلے سے تعلق رکھتا تھا حضورؐ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں اسلام قبول کر چکا ہوں۔ لیکن ابھی تک کسی کو خبر نہیں ہے۔ آپ اگر مجھے اجازت دیں تو میں ان قبائل کے درمیان بہت آسانی سے اختلاف پیدا کر سکتا ہوں۔ چنانچہ حضورؐ کی اجازت سے آپ بنو قریظہ کے پاس گئے اور انہیں سمجھایا کہ دیکھو تمہارا تو محمد (ﷺ) کے ساتھ پرانا معاہدہ ہے۔ اگر تم مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کر کے حملہ آور قبائل کا ساتھ دو گے تو یہ ممکن ہے کہ تم مسلمانوں کو با آسانی سے ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ لیکن تمہیں اس سے پہلے یہ بھی ضرور سوچنا چاہیے کہ اگر تم اپنے اس منصوبہ بندی میں ناکام ہوئے تو تمہیں مسلمانوں سے کون بچائے گا؟ اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم ان کا ساتھ دینے سے پہلے اپنی حفاظت کی طور پر سے کچھ افراد ان سے بطور یرغمال مانگ لو۔ ورنہ ناکامی کی صورت میں سب سے زیادہ نقصان تمہیں اٹھانا پڑے گا۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود حملہ آور قبائل کے سرداروں کے پاس گیا اور کہا کہ بنو قریظہ کے لوگ اس معاہدے میں تمہارے ساتھ مخلص نہیں ہیں وہ تو کچھ افراد تم سے بطور یرغمال مانگ کر اُنہیں مسلمانوں کے حوالے کرنے کا منصوبہ بندی کر رہے ہیں تاکہ انہیں اپنی مکمل وفاداری کا یقین دلا سکیں۔ چنانچہ تمہیں باخبر رہنا چاہیے۔ پھر جب حملہ آور قبائل کا مسلمانوں کے خلاف مشترکہ حملے کے بارے میں معاہدہ طے پانے ہی والا تھا تو بنو قریضہ نے ان سے کچھ افراد بطور ضمانت مانگنے کا مطالبہ کیا تو اُنہوں نے اس مطالبے کو رد کر دیا۔ اسی طرح ان کے اندر ایک دوسروں پر بد اعتمادی پیدا ہو گئی اور مسلمانوں کے خلاف ایک عظیم اور خطرناک منصوبہ ناکام ہو گیا۔ دوسری طرف اُنہیں سخت سردی اور رسد کی قلت کی وجہ سے بھی بہت سخت پریشانی کا سامنا تھا۔ ان حالات میں ایک رات اللہ تعالیٰ کے عذاب کی صورت میں ان پر شدید آندھی آئی جس سے ان کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا۔ اور سب قبائل نے واپسی کی راہ لی یہ محاصرہ تقریباً پچیس دن تک مسلسل جاری رہا، مسلمانوں پر اللہ کی طرف سے یہ ایک سخت اور کٹھن امتحان تھا جس سے وہ سرخرو ہو کر نکلے، لیکن دوسری طرف اہل ریب کا نفاق بھی خوب آشکارہ ہو گیا۔ حقیقت میں اس آزمائش کا مقصد بھی یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے چھانٹ کر الگ کر دے۔ چنانچہ اللہ رب العزت اپنے کلام کے سورۃ الاحزاب کے آیت (9) میں اس واقعہ کا ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

---

[8] بیان القرآن، 14/6

[9] ابن حجرؒ، فتح الباری، باب غزوۃ الخندق، ط، جدیدہ مصححہ، مکتبہ دار الطیبہ، 183/7

[10] تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، مکتبہ خزینہ علم، الکریم واد ب الکریم مارکٹ، لاہور، 214/9

[11] آپ کا نام نعیم بن مسعود اشجعی ہے۔ آپ صحابی رسول ہے۔ خندق کے موقع پر مشرف باسلام ہوئے۔ (ابن عبد البر، الاستیعاب، 476/1

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

"يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَ تْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا"[12]

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اُس انعام کو جو تم پر ہوا جب حملہ آور ہوئے تم پر بہت سے لشکر تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی اور ایسے لشکر بھی بھیجے جو تم نے نہیں دیکھے۔ اور تم لوگ جو کچھ بھی کر رہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے"۔

ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ لشکر چاروں طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ مشرق کی طرف سے بنو غطفان اور بنو خزاعہ اور قریش مکہ جنوب مغرب کی طرف سے حملہ آور ہوئے جبکہ شمال کی طرف سے بنو نضیر اور خیبر کے دوسرے یہودی قبائل کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی۔ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی ایسی آندھی جو تم لوگوں نے کبھی بھی نہ دیکھی تھی، اس کے علاوہ ہم نے ان پر فرشتوں کے لشکر بھی بھیجے جو تم کو نظر نہیں آئے۔ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔ اس ایک جملے میں محاصرے کے دوران ہر فرد کے رویے کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔ کہ کس کا ایمان غیر متزلزل رہا، کس کی نیت میں کدورت اور نفاق تھا کون اپنے اس نفاق کو زبان پر لے آیا یہ سب اللہ کو معلوم ہے۔ یہ محاصرہ تقریباً پچیس دن تک رہا۔ اس دوران اکا دکا مقامات پر معرکہ آرائی بھی ہوئی۔[13] ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہاں حضرت نعیم بن مسعود کا واقعہ بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ جبکہ امام بخاریؒ نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے:

"قال ابن إسحاق عن هذا الدور إن نعيم بن مسعود بن عامر بن أنيف بن ثعلبة بن منقذ بن هلال بن خلاوة بن أشجع بن ريث بن غطفان أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إن قد أسلمت، وإن قومي لم يعلموا بإسلامي فمرني بما شئت فقال رسول الله": إنما أنت فينا رجل واحد فخذّل عنا ما استطعت فإن الحرب خدعة"[14]

علی المرتضیٰؓ اور عرب کا مشہور پہلوان عمرو بن عبدوُد کا واقعہ

حضرت علیؓ اور اس مشہور پہلوان عمرو بن عبدوُد کا مقابلہ تاریخ کے اکثر کتابوں میں مذکور ہے۔ یہ شخص اہل عرب کا ایک عظیم گھڑ سوار سمجھا جاتا تھا۔ اس کی عمر اگرچہ اسی یا نوے (80-یا90) سال کے قریب تھی لیکن پھر بھی وہ کئی جنگجوؤں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ کوئی اکیلا شخص تو اس کے مدمقابل آنے کا جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ شخص اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے ایک ہی چھلانگ سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور تن تنہا مسلمانوں کو مبارزت کی دعوت دی کہ تم میں کوئی ہے جو میرا سامنا کر سکے؟ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علیؓ اس کے ساتھ مبارزت کے لیے تیار ہوئے۔ اس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں اپنے مدمقابل کو صرف تین باتیں کہنے کا موقع دیتا ہوں اور پھر ان میں سے ایک بات ضرور قبول کرتا ہوں۔ اس لیے تم بھی اپنی تین خواہشات سامنے رکھ دو۔ حضرت علیؓ نے جوب میں کہا کہ میری سب سے پہلی اور اولین خواہش تو یہ ہے کہ تم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اپنی دنیا و آخرت کو بچاؤ۔ اس نے کہا یہ تو کبھی بھی ممکن نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا پھر تم جنگ سے واپس چلے جاؤ اس میں آپ کی بھلائی ہے، اُس نے کہا کہ یہ بھی ممکن نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا تو پھر میری آخری خواہش یہ ہے کہ تم آؤ اور میرا مقابلہ کرو، اس پر اس نے تمسخر کے طور قہقہ لگاتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا کہ پورے عرب میں آج تک کسی کو مجھے ایسا کہنے کی جرات بھی نہیں ہوئی جو آپ کہتے ہیں۔ بہر حال جب آمنے سامنے ہوئے تو شیر خدا نے اس لعین کو واصلِ جہنم کر دیا۔ اس طرح انفرادی طور پر ایک دو مقابلے ضرور ہوئے لیکن اجتماعی طور پر کسی بڑے معرکے کی نوبت پیش نہ آئی۔ چنانچہ یہ محاصرہ دن بدن طول کھینچتے رہا جس کی وجہ سے لشکر کفار میں بزدلی اور بے ہمتی روز بروز پھیلتی اور بھڑنے جا رہی تھی۔ بالآخر عرب کے اس بڑے اور طاقتور لشکر کو اپنے مقاصد فاسدہ حاصل کیے بغیر ناکام و نامراد لوٹنا پڑا۔[15]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہاں حضرت علیؓ اور پہلوان عمر بن عبدوُد کا واقعہ بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے جو کہ تفسیر ابن کثیر میں یہ اس طرح مذکور ہے کہ عمرو بن عبدود اہل عرب کا ایک شجاع اور مشہور پہلوان تھا اس نے خندق سے اپنے گھوڑوں ایک ہی چھلانگ سے پار کیا اور مبارزت کی دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کی

[12] الاحزاب، الآیۃ:9

[13] بیان القرآن، 6/14-15

[14] صحیح البخاری، ناشر دار ابن کثیر، الیمام، بیروت، 3/1102، رقم:2866

[15] بیان القرآن، 6/16-17

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

طرف اشارہ فرمایا لیکن عین موقع پر انہیں تیار نہ پاکر آپ ؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم اس کے مقابلے پر جاؤ جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو کچھ ہی دیر میں حضرت علیؓ نے کفر کے اس دیو کو واصلِ جہنم کیا جس سے سب مسلمان خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ فتح ان شاء اللہ ہماری ہے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے ان پر تیز آندھی بھیجی جس سے مشرکین کے تمام خیمے اکھڑ گئے۔ کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی بالآخر تنگ آکر دشمنان اسلام ناکامی و نامرادی سے واپس ہوئے۔[16]

غزوہ احزاب میں اہل ایمان کا امتحان اور منافقین کی طرح طرح کا گلہ شکوہ

اذْ جَاءُ وكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللهِ الظُّنونَان هنالِكَ ابْتِلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوازِلْزَالًا شَدِيدًا[17]

”جب آئے وہ (لشکر) تم پر تمہارے اوپر سے بھی اور تمہارے نیچے سے بھی اور جب (خوف کے مارے) نگاہیں پتھر ہو گئیں اور دل حلق میں آگئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے“۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ لکھتے ہیں کہ یہاں جزیرہ نمائے عرب کا جغرافیائی محل و قوع کا ذکر ہے۔ عرب کے شمال اور جنوب میں حجاز کا طویل ترین پہاڑی سلسلہ ہے۔ مکہ مکرمہ طائف میں جبکہ مدینہ منورہ حجاز ہی میں واقع ہے، جبکہ تبوک اسی علاقے کے شمال کی جانب واقع ہے۔ اس طویل پہاڑی سلسلے اور ساحل سمندر کے درمیان ایک بڑا اور وسیع علاقہ ہے جس کا نام تہامہ ہے۔ وہاں قبیلہ بنو غطفان وغیرہ قبائل مقیم تھے۔ اس محل و قوع کے اعتبار سے اس آیت مبارکہ کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ بنو غطفان وغیرہ نے مدینہ کے اُوپر کی طرف سے جبکہ قریش مکہ تہامہ کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے: وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ "یہ اس غیر اختیاری کیفیت کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے کہ انتہائی خوف و دہشت کی وجہ سے نگاہیں پتھر گئی تھیں اور دل حلق میں آگئے تھے "یعنی انتہائی خوف اور دہشت کی وجہ سے کبھی کبھار انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ آنکھیں حرکت کرنا بھول جاتی ہیں، اور ساتھ دل کی دھڑکن غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے اور انسان کچھ ایسا محسوس کرتا ہے جیسے اس کا دل اُچھل کر ابھی ہی سینے سے باہر نکل جائے گا-و "تظُنُّونَ بِاللهِ الظُّنونا" اور تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے اللہ کے بارے میں۔“ اُس وقت اللہ نے مسلمانوں کو خوب آزمایا اور بہت شدت کے ساتھ وہ جھنجھوڑ ڈالے گئے۔ اور ساتھ منافقین کی تمام خباثتیں ان کے زبان پر آگئیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدے کئے تھے وہ محض فریب اور دھوکہ تھا۔[18]

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہاں کفار کی جانب سے مختلف حملوں کے نتیجے میں منافقین کی خباثتیں ظاہر ہونے کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تفسیر ابن کثیر میں ان منافقین کے احوال کو اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ جب دشمنوں نے مختلف اطراف سے حملے شروع کی اور ہر طرف سے انہیں گھیر لیا تو انتہائی خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے منافقین کی آنکھیں اُلٹ گئیں اور دل حلق تک پہنچ گئے اور طرح طرح کے گمان کرنے لگے یہاں تک کہ بعض منافقوں نے سمجھ لیا تھا کہ اب تو لڑائی میں ہم مغلوب ہو جائیں گے اور ایک منافق جس کا نام معتب بن قشیر تھا کہنے لگا کہ آپؐ تو ہمیں کہہ رہے تھے کہ ہم فارس اور روم کے خزانوں کے مالک بنیں گے لیکن یہاں ہماری حالت یہ ہے کہ ہمیں پاخانے کو جانا بھی مشکل ہو رہا ہے۔[19]

بیان القرآن کی روشنی میں غزوہ احزاب سے متعلق مباحثِ سیرت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اب ہم سیرت ابن ہشام کی روشنی میں ان کا تحقیقی مطالعہ پیش کریں گے۔ سب سے پہلے ہم سیرت ابن ہشام کی روشنی میں اس واقعے کا پس منظر ذکر کریں گے۔

غزوہ احزاب کا پس منظر سیرت ابن ہشام کی روشنی میں

---

[16] مختصر تفسیر ابن کثیر، 3/88-88

[17] الاحزاب، الآیۃ:10-11

[18] الاحزاب:18

[19] مختصر تفسیر ابن کثیر، ادارہ داراحیاء التراث العربی، 3/90

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال 5 ہجری میں پیش آیا۔ اور جنگ کی شروعات اس طرح ہوئیں کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النظری، حی بن احطب نظری، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نظری، اور ہوذہ بن قیس وائلی، اور ابو عمارہ وائلی، وغیرہ لوگ بنی نضیر اور بنو وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے۔ اور ان کو آپؐ کے خلاف لڑنے پر آمادہ کیا اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ قریش نے ان سے کہا: اے گروہ یہود! تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس آسمانی علم ہے تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارا مذہب درست ہے یا محمدؐ کا یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت صحیح اور سچا ہے۔ یہ سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت میں یہ آیت نازل فرمائی:

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ" ------[20]

"کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا وہ بت اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ (مشرک لوگ) زیادہ ہدایت یافتہ ہیں مسلمانوں سے۔ یہی وہ ہیں بدبخت لوگ ہے جن پر اللہ نے لعنت کی اور اللہ جس پر لعنت کردے تو تم ہرگز اس کے لیے کوئی مددگار نہ پاؤ گے"۔

قریش یہ سن کر فوراً حضورؐ کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ یہ یہودی پھر قبیلہ بنو غطفان کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔ وہ بھی ان کے ساتھ دینے کے لیے تیار ہوگئے۔ اس لشکر کفار میں قریش کا سردار ابو سفیان بن حرب، اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عیینہ بن حصین بن حذیفہ، اور بنی مرہ کا سردار حارث بن عوف بن حارثہ، اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن خیلہ بن نویرہ بن طریح بن سمعہ بن عبد اللہ بن ہلال بن خلاو بن اشجع بن ریت بن غطفان تھا۔

یہ خبر جب حضورؐ کو جب موصول ہوئی تو آپؐ نے مدینہ منورہ کے گرد خندق بنانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر خود خندق کھودنے میں مصروف ہوئے۔ مسلمان نہایت اخلاص اور مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے لیکن منافقین حضورؐ کے ساتھ دلچسپی نہ رکھتے تھے اور اجازت کے بغیر اپنے گھر بھاگ جاتے تھے۔ اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب بہت سخت ضرورت ہوئی تو حضورؐ سے اجازت طلب فرما کر اپنے کام کو جاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ان مؤمنوں کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ"-----[21]

اور منافقوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ" ----[22]

پھر جب حضورؐ خندق کھودنے سے فارغ ہوئے تو قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مقام مجتمع الاسیال میں آ پہنچے۔[23] اور قریش کے اس لشکر میں مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ اور قبیلہ بنوں غطفان بھی اہل نجد کو ساتھ لے کر اُحد کی ایک جانب مقام ذنب میں اُترے۔

حضورؐ کے ساتھ تین ہزار کا لشکر تھا آپ ان کو لے کر خندق کی ایک طرف صف آرا ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی مدینہ منورہ میں حضورؐ نے اُم مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر حضورؐ نے حکم دیا کہ بال بچے اور عورتیں گھاٹیوں اور ٹیلوں پر پہنچا دی جائیں۔ اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے اُنہیں گھیر لیا تھا اور منافقین اپنے نفاق سے طرح طرح کے خباثتیں ظاہر کر رہے تھے چنانچہ متعب بن قشیر (جو کہ بعض اہل علم کے ہاں منافق تھا) نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے۔ اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا۔[24]

---

[20] النساء، الآیۃ: 52

[21] النور، الآیۃ: 62

[22] النور، الآیۃ: 63

[23] یہ مقام زمین رومہ میں جرف اور زاغالہ کے درمیان واقع ہے۔

[24] سیرت النبیؐ لابن ہشام، 3/ 65-66

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

نعیم بن مسعود کا واقعہ

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے اور چاروں طرف سے دشمنوں نے انہیں گھیر لیا تھا۔ اسی دوران نعیم بن مسعود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہؐ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میرے قوم کو میری مسلمان ہونے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے مسلمانوں کے جتنی خیر خواہی ہو سکے کرو۔ چونکہ لڑائی مکر ہے چنانچہ ایسے ہی تدبیر کرو جس سے دشمن میں پھوٹ پڑ جائے۔ نعیم بن مسعودؓ نے کہا یارسول اللہؐ یہ بہت بہتر ہے اور سیدھا بنو قریظہ کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ تم جانتے ہو میں تمہارا کیسا دوست ہوں بنو قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم بن مسعودؓ نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے تم نے محمدؐ سے جو عہد شکنی کی ہے یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے پھر محمد (ﷺ) تم پر حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کروگے۔ اور تم میں محمد (ﷺ) کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے کچھ آدمی بطور رہن اپنے پاس مقید رکھو۔ تاکہ اگر محمد (ﷺ) تم پر حملہ کریں تو یہ قبائل تمہاری مدد کو آجائیں گے بنو قریظہ نے کہا اے نعیم یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہم ایسا ہی کریں گے اور اس کے بغیر ہرگز قریش اور غطفان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ نعیم بن مسعودؓ ان کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آیا اور کہا تم لوگ مجھے کیسا خیال کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم بن مسعودؓ نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھے تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ بنو قریظہ محمد (ﷺ) سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں۔ اور محمد (ﷺ) سے انہون نے کہا کہ اس عہد شکنی کے بدلے ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے کچھ سرداروں کو گرفتار کرکے آپ کی خدمت میں لائیں۔ اور آپ ان کی گردنیں اڑادیں اور محمد (ﷺ) نے اس بات کو منظور کر لیا۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے کچھ آدمی بطور رہن مانگیں۔ اور پھر انہیں محمد (ﷺ) کے پاس بھیج کر قتل کروادیں۔ پس میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم اپنے آدمی ہرگز ان کو نہ دینا۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگا اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے جھوٹا نہ جانو گے غطفان نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ نعیم بن مسعودؓ نے کہا میں تم سے ایک راز کہتا ہوں تم اسے کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا غطفان سے بھی کہا۔ پھر جب قریش اور غطفان کے سرداروں نے عکرمہ بن ابو جہل کو چند آدمیوں سمیت بنو قریظہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ کل محمد (ﷺ) پر حملے کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ جواب میں بنو قریظہ نے کہا کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس بطور رہن نہ رکھو گے ہم ان سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں یہ خوف ہے کہ تم جب یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمد (ﷺ) ہم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے قید میں ہوں گے تو تم ضرور ہماری مدد کو آجاؤ گے۔

بنو قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعودؓ سچ کہتا تھا۔ قسم ہے ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان آپس میں پھوٹ ڈال دی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا کہ اس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ مشرکین اور اہل کفار کی تمام ہنڈیاں اور برتن الٹ گئے۔ اور کھانے پینے کا سامان خراب ہو گیا اور شدید سردی کے مارے پریشان ہو گئے اور وہاں سے واپس چلے گئے۔[25]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عرب کا مشہور پہلوان عبدود کا واقعہ

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ جب مشرکین اور کفار چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے علاوہ جنگ نہ ہوتی تھی۔ قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ ان معاہدوں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبدود اور عکرمہ بن ابی جہل اور ہیرہ بن ابی وہب اور ضرار بن خطاب شاعر وغیرہ یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہوگا کہ کون شہ سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی۔ اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلے کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبدود نام تھا۔ بدر کی جنگ میں یہ شخص

[25] سیرت النبیؐ لابن ہشام، 3/69-71

بہت زخمی ہو گیا تھا اور اُحد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے کہہ رہا ہے کہ میرے مقابل کون آتا ہے؟ حضرت علیؓ اس کے مقابل گئے۔ اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا۔ تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور سول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا پھر میرے مقابل آو۔ میں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علیؓ پر تلوار ماری۔ حضرت علیؓ نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بد حواس ہوا کہ بے سر و پا بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔[26]

غزوہ احزاب میں اہل ایمان کا امتحان اور منافقین کی طرح طرح کا گلہ شکوہ

ابن ہشامؒ لکھتے ہیں کہ جب مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے انہیں گھیر لیا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے چنانچہ معتب بن قشیر نے کہا کہ محمد (ﷺ) ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے اور اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا اور اسی طرح اوس بن قیظی نے حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجیے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہے۔ غرض یہ کہ منافقین طرح طرح کی باتیں کرتے تھے۔[27]

غزوہ احزاب کو "بیان القرآن" اور "سیرت ابن ہشام" کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور ابن ہشامؒ نے مذکورہ بحث میں مباحث سیرت سے متعلق بہت تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ اور یہی وضاحت اکثر مفسرین اور سیرت نگاروں نے بھی مذکورہ بحث کے تحت کچھ کمی زیادتی کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔

خلاصہ بحث

- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ یہ غزوہ شوال 5 ہجری کو پیش آیا۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ اس جنگ کی منصوبہ بندی میں اہم کردار بنو نضیر کا تھا۔ کیونکہ رسول اللہؐ نے ان کو ان کے عہد شکنی کی سزا کے طور پر 4 ہجری میں جلا وطن کر دیا تھا وہ اب انتقام اور واپس مدینہ آنے کا خواب دیکھتے تھے۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ بنو نضیر نے بڑی کوشش سے عرب کی تمام مخالف قوتوں کو متحد کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ قریش کے پاس پہنچا اور ان کو حضورؐ کے ساتھ جنگ پر آمادہ کیا اور کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ قریش نے ان سے کہا! اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس آسمانی علم ہے تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارا مذہب درست ہے یا محمد کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت صحیح اور سچا ہے۔ یہ سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ مخالفین اپنی اس مہم کے نتیجے میں تقریباً بارہ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے اور اس کو مدینہ پر چڑھانے میں کامیاب ہو گئے اور مسلمانوں کے تعداد بمشکل سے تین ہزار تھی۔ جبکہ ابن ہشامؒ نے مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کفار کی تعداد دس ہزار بتایا ہے۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ کفار کی سازشوں کے خلاف رسول اللہؐ نے اپنے صحابہ سے مشورہ فرمایا جبکہ ابن ہشام نے اس مشورے کا ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمان فارسیؓ نے دیا جبکہ ابن ہشامؒ نے حضرت سلمان فارسیؓ کا ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ چھ دن کے اندر اندر یہ خندق تیار ہو گیا جبکہ ابن ہشامؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

[26] سیرت النبیؐ لابن ہشام، 3/67-68

[27] سیرت النبیؐ لابن ہشام، 3/66

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

- ✓ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر خود رسول اللہؐ خندق کھودنے میں مصروف ہوئے۔ جبکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشامؒ نے لکھا ہے کہ خندق کھودنے میں مسلمان نہایت اخلاص اور مستعدی سے کام کرتے تھے لیکن منافقین حضورؐ کے ساتھ دلچسپی نہ رکھتے تھے اور اجازت کے بغیر اپنے گھر بھاگ جاتے تھے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ محل وقوع کے اعتبار سے مدینہ منورہ کی آبادی تینوں اطراف سے قدرتی طور پر محفوظ تھی۔ صرف شمال مغرب سمت میں ایسا علاقہ تھا جہاں سے اجتماعی فوج کشی کا خطرہ باقی رہ جاتا تھا۔ اس لیے اس علاقے میں حضورؐ نے خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا۔ جبکہ ابن ہشام نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ ابن ہشامؒ نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے مدینہ میں نے ام مکتومؓ کو حاکم مقرر کیا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ دونوں نے نعیم بن مسعود کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- ✓ دونوں نے حضرت علیؓ اور عرب کا مشہور پہلوان عبد ودؑ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔
- ✓ ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا ہے عمرو بن عبد ودؑ کی عمر نوے سال تھی مگر وہ اس عمر میں بھی ہزار جنگجوؤں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ وہ ایک ہی چھلانگ سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جبکہ ابن ہشامؒ نے یہ ذکر نہیں کیا۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے کہ اس شخص نے مبارزت کی دعوت دی اور حضرت علیؓ نے قبول فرمائی۔
- ✓ دونوں نے لکھا ہے جنگ خندق میں اہلِ ایمان کو خوب آزمالیا گیا اور وہ شدت کے ساتھ جھنجھوڑ ڈالے گئے۔ اور منافقین کے اندر کی خباثت ان کی زبانوں پر آگئی۔ اور کہنے لگے اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے جو وعدے کیے تھے وہ محض فریب نکلے۔ ابن ہشامؒ نے اس منافق کا نام متعب بن قشیر ذکیا ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب نے اس کا نام ذکر نہیں کیا۔

خاکہ:

1. غزوہ کا وقت: دونوں نے غزوہ خندق کو شوال 5 ہجری میں پیش آنے والا واقعہ قرار دیا ہے۔
2. بنو نضیر کا کردار: دونوں نے ذکر کیا کہ اس جنگ کی منصوبہ بندی میں بنو نضیر کا اہم کردار تھا، کیونکہ رسول اللہؐ نے انہیں 4 ہجری میں عہد شکنی کے بعد جلاوطن کر دیا تھا اور وہ مدینہ پر انتقام لینے کا خواب دیکھ رہے تھے۔
3. مخالفین کا اتحاد: دونوں نے ذکر کیا کہ بنو نضیر نے عرب کی تمام مخالف قوتوں کو متحد کر کے مدینہ پر حملے کی کوشش کی اور جنگ کی تیاری شروع کی۔
4. یہودیوں کا قریش سے گٹھ جوڑ: دونوں نے لکھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ قریش کے پاس پہنچا اور انہیں جنگ کی ترغیب دی۔ جب قریش نے پوچھا کہ ہمارا مذہب صحیح ہے یا محمدؐ کا، تو یہودیوں نے قریش کے مذہب کو درست کہا، جس پر قریش خوش ہوئے۔
5. لشکروں کی تعداد: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ مخالفین نے بارہ ہزار جنگجو جمع کیے جبکہ مسلمان تین ہزار تھے۔ ابن ہشامؒ نے مسلمانوں کی تعداد تین ہزار اور کفار کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔
6. رسول اللہؐ کا مشورہ: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ رسول اللہؐ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا تھا، جب کہ ابن ہشامؒ نے اس مشورے کا ذکر نہیں کیا۔
7. خندق کھودنے کا مشورہ: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا، لیکن ابن ہشامؒ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔
8. خندق کی تکمیل: ڈاکٹر صاحبؒ نے لکھا کہ چھ دن میں خندق مکمل ہوئی، جب کہ ابن ہشامؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
9. رسول اللہؐ کا خندق کھودنے میں حصہ: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ رسول اللہؐ نے خود خندق کھودنے میں حصہ لیا تاکہ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہو، لیکن ابن ہشامؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

10. منافقین کا کردار: ابن ہشامؒ نے ذکر کیا کہ منافقین نے خندق کھودنے میں دلچسپی نہیں دکھائی اور بغیر اجازت کے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے، جب کہ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
11. مدینہ کی جغرافیائی اہمیت: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ مدینہ تین اطراف سے قدرتی طور پر محفوظ تھا اور شمال مغرب میں خندق کھودنے کا فیصلہ اس لیے کیا گیا تاکہ فوجی حملے کا خطرہ کم کیا جا سکے۔ ابن ہشامؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
12. ام مکتومؓ کی حاکمیت: ابن ہشامؒ نے ذکر کیا کہ رسول اللہؐ نے مدینہ میں ام مکتومؓ کو حاکم مقرر کیا، لیکن ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
13. نعیم بن مسعود کا کردار: دونوں نے نعیم بن مسعود کے کردار کا ذکر کیا، جنہوں نے دشمنوں کے درمیان فتنہ پھیلانے میں مدد کی۔
14. حضرت علیؓ اور عبدودؤ کا واقعہ: دونوں نے حضرت علیؓ اور عرب کے مشہور پہلوان عبدودؤ کے درمیان مقابلے کا ذکر کیا۔
15. عبدودؤ کی عمر اور طاقت: ڈاکٹر صاحبؒ نے ذکر کیا کہ عبدودؤ کی عمر نوے سال تھی، لیکن وہ پھر بھی جنگجوؤں کے برابر سمجھا جاتا تھا اور خندق کو ایک چھلانگ میں پار کر گیا۔ ابن ہشامؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
16. مبارزت کا واقعہ: دونوں نے ذکر کیا کہ عبدودؤ نے مبارزت کی دعوت دی اور حضرت علیؓ نے اسے قبول کیا۔
17. مسلمانوں کی آزمائش: دونوں نے ذکر کیا کہ جنگ خندق میں اہل ایمان کو شدید آزمائش کا سامنا ہوا اور منافقین کے اندر کی خباثتیں ظاہر ہو گئیں۔ ابن ہشامؒ نے ایک منافق کا نام متعب بن قشیر ذکر کیا، جبکہ ڈاکٹر صاحبؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

یہ خاکہ اس بات کا خلاصہ فراہم کرتا ہے کہ غزوہ خندق کی تفصیلات میں ڈاکٹر صاحبؒ اور ابن ہشامؒ کے بیانات میں کیا فرق ہے، اور دونوں کے اہم نکات کو واضح کرتا ہے۔

سفارشات

1. تفسیر اور سیرت کے باہمی تعلق پر مزید تحقیقی مطالعات کیے جائیں تاکہ قرآنی واقعات کی تاریخی بنیادیں زیادہ واضح ہو سکیں۔
2. غزوۂ احزاب سے متعلق روایات کا تقابلی مطالعہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، طبری، ابن کثیر، ابن سعد، واقدی اور فتح الباری جیسے بنیادی مصادر کی روشنی میں بھی کیا جائے۔
3. بیان القرآن میں مذکور سیرتی روایات کی اسنادی حیثیت پر مستقل تحقیقی کام کیا جائے تاکہ روایت اور درایت دونوں پہلو مزید نمایاں ہو سکیں۔
4. سیرت نگاری اور تفسیر نگاری کے مناہج کا تقابلی مطالعہ جامعات میں تحقیق کے مستقل موضوع کے طور پر اختیار کیا جائے۔
5. غزواتِ نبوی ﷺ سے متعلق قرآنی آیات کی تفاسیر کا کلاسیکی اور معاصر تفاسیر کے تناظر میں تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ جدید سیرت نگاری کو مزید مضبوط علمی بنیادیں فراہم کی جا سکیں۔
6. آئندہ تحقیقات میں غزوۂ احزاب کے عسکری، سیاسی، دعوتی اور سماجی اثرات کو بھی مستقل تحقیقی عنوانات کے طور پر زیرِ بحث لایا جائے تاکہ اس تاریخی واقعے کے مختلف علمی اور عملی پہلو مزید اجاگر ہو سکیں۔